آئی او ایس خبرنامہ

www.iosworld.org/khabarnama.php

جلد: ۱۷ شمارہ: ۱ جنوری تا مارچ ۲۰۱۸ء/ ربیع الآخر تا جمادی الآخر ۱۴۳۹ھ
قیمت: ۵/روپے

ہندستان سے مسلمانوں کا تعلق صرف جذباتی نہیں، نہایت قدیم بھی ہے: پروفیسر اختر الواسع

پروفیسر اختر الواسع (پیدائش:۱۹۵۱) پروفیسر ایمیریٹس (شعبۂ اسلامیات جامعہ ملیہ اسلامیہ) اور مولانا آزاد یونی ورسٹی جودھ پور کے صدر ہیں۔علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی اور جامعہ ملیہ اسلامیہ کے دو مختلف فکری دھاروں کا حسین سنگم ہیں۔ ابتدا سے ہی نہایت سرگرم زندگی گزاری۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ کی فیکلٹی آف ہیومنیٹیز کے ڈین، شعبۂ اسلامیات جامعہ ملیہ اسلامیہ کے صدر، اردو اکادمی دہلی کے وائس چیئرمین اور مرکزی حکومتِ ہند میں لسانی اقلیات کے کمشنر رہے۔ حکومت ہند کے اعلیٰ اعزاز پدم شری سے بھی نوازے گئے اور مسلمانان ہند کے سب سے مؤقر ایوارڈ آئی او ایس لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ کے بھی مستحق قرار پائے۔ مختلف موضوعات پر اہم تصانیف، علمی مقالات اور محاضرات سے علمی دنیا کو نوازتے رہتے ہیں۔ان کا نام ہندستان کے موجودہ منظر نامے پر اسلامی دانش وری کا اہم نام ہے۔ گذشتہ دنوں دہلی تشریف لائے تو آئی او ایس خبرنامے کے مدیر شاہ اجمل فاروق ندوی نے ان سے گفتگو کی۔ یہ گفتگو ہدیۂ قارئین ہے۔ (ادارہ)

سوال: پہلا سوال یہ ہے کہ آپ کی نظر میں امت کا سب سے بڑا مسئلہ کیا ہے؟

جواب: اس میں کوئی دورائے نہیں کہ اس وقت امت کا سب سے بڑا مسئلہ تعلیمی پسماندگی ہے۔ تعلیم ہر کام یابی کی بنیاد ہوتی ہے۔ ہم مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے پہلی وحی کے ذریعے بھی یہی حقیقت سمجھائی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اسی ابتدائی وحی کے پیش نظر اپنے صحابۂ کرام کے درمیان علم کو فروغ دینے کا کام انجام دیا تھا۔ یہ بات کتنی حیرت انگیز ہے کہ تیرہ سال تک جن لوگوں نے مسلسل اور ہر طرح سے ستایا، جب غزوۂ بدر میں ان پر فتح حاصل ہوگئی اور ان کے بہت سے سپاہی ہمارے رحم وکرم پر آگئے تو ہم نے ان کا فدیہ تعلیم مقرر کر کے انھیں آزاد کر دیا۔ کیسا عجیب وغریب اور بے مثال وبے نظیر فدیہ تھا۔ ہر قیدی کچھ مسلمان بچوں کو تعلیم دے اور آزاد ہو جائے۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ عہد نبوی میں تعلیم کو کس درجہ اہمیت دی گئی۔ اپنے عروج کے دور میں بھی ہم نے یہی کیا۔ جب تک ہم علم سے وابستہ رہے، دنیا پر ہمارا پرچم لہراتا رہا اور جب ہم نے علم سے دوری اختیار کر لی، علم کو تقسیم کر دیا تو ہم پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ لہٰذا میری نظر میں مسلمانوں کا سب سے بڑا مسئلہ تعلیم پسماندگی ہے۔ اس سے نپٹے بغیر کوئی بڑی کام یابی حاصل نہیں کیا جاسکتی۔

تعلیم کے ساتھ ساتھ ہمیں تجارت پر بھی توجہ دینی ہوگی۔ کیوں کہ یہ ایک نا قابل انکار حقیقت ہے کہ جس کے ہاتھ میں مَنڈی ہوتی ہے، اسی کے ہاتھ میں مُنڈی ہوتی ہے۔

سوال: ہندستان کے موجودہ حالات میں مسلم قائدین اور مسلم جماعتوں وتنظیموں کو سب سے زیادہ کس کام کی طرف توجہ دینی چاہیے؟

جواب: دیکھیے! ہندستان کے موجودہ حالات میں دو کام بہت بنیادی حیثیت کے ہیں:

ایک تو یہ کہ سیکولر مزاج کے حامل غیر مسلموں اور سماجی کارکنان سے مل بیٹھ کر باتیں کی جائیں۔ ملک کے بگڑتے ہوئے حالات اور روز بہ روز پھیلنے والے فرقہ پرستی کے زہر کے خطرناک نتائج کو موضوع گفتگو بنایا جائے۔ ملک کی مشترکہ تہذیبی وراثت کے تحفظ کا مسئلہ پورے زور وشور سے اٹھایا جائے۔ آئین کی پامالی اور ملک کے معماروں کے ساتھ ہونے والے ناروا سلوک کی طرف توجہ دی جائے۔ مذہب کے بہ جائے ملک کے وسیع تر مفادات کو سامنے رکھتے ہوئے گفت وشنید کا سلسلہ تیزی سے بڑھایا جائے۔اس کے بعد ان لوگوں کے ساتھ مل کر ملک کی جمہوریت کے تحفظ کے لیے جو بھی مناسب ہوں وہ اقدامات کیے جائیں۔

دوسرا ضروری کام یہ ہے کہ آج کے حالات میں بین المسالک مذاکرات کو بڑے پیمانے پر فروغ دیا جائے۔ تمام مسالک کے لوگوں کو جمع کر کے یہ سوال اٹھایا جائے کہ ہم لوگ مل جل کر غیر مسلموں کے ساتھ روابط کو کس طرح مضبوط کر سکتے ہیں؟ اس سے دو بڑے فائدے ہوں گے۔ ایک یہ کہ بین المسالک اتحاد کو فروغ ملے گا اور دوسرا یہ کہ غیر مسلموں کے ساتھ روابط کا دائرہ وسیع ہوگا۔

میرے خیال میں موجودہ ہندستان میں تمام اداروں اور تنظیموں کو ان دونوں کاموں کو ترجیح دینی چاہیے اور اپنی تمام تر توانائیاں ان دونوں کاموں پر صرف کرنی چاہئیں۔۔۔

پروفیسر اختر الواسع سے گفتگو کرتے ہوئے مدیر خبرنامہ شاہ اجمل فاروق ندوی

(باقی صفحہ 3 پر)

ارشاد ربّانی

خشکی اور تری میں فساد برپا ہوگیا انسانوں کے اپنے اعمال کی وجہ سے۔ تاکہ (اللہ تعالیٰ) انھیں ان کے اعمال کا مزا چکھائے، شاید وہ لوٹ آئیں۔

(روم:41)

چیف ایڈیٹر : ڈاکٹر محمد منظور عالم

ایڈیٹر : شاہ اجمل فاروق ندوی

سرکولیشن منیجر : سید محمد ارشد کریم

کمپوزنگ و لے آؤٹ : وسیم اکرم ندوی

بدل اشتراک : 20 روپے سالانہ

انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز

162/جوگابائی مین روڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی-110025

فون نمبر:26989253, 26981187 فیکس:26981104

E-mail: ios.newdelhi@gmail.com

Website: www.iosworld.org/khabarnama.php

اداریہ

حکومتوں کی کام یابی کا راز

قدیم ہندستان کی تاریخ میں گپتا دورِ حکومت کو ہندستان کا عہد زریں (Golden Age) کہا جاتا ہے۔ تقریباً تین صدیوں پر محیط اس سلطنت میں ہونے والی تہذیبی، معاشرتی، سیاسی اور علمی ترقی کے اسباب کا جائزہ لیتے ہوئے معروف تاریخ داں ڈاکٹر رما شنکر ترپاٹھی نے لکھا ہے کہ اس بے نظیر ترقی میں گپتا فرماں رواؤں کی کشادہ دلی، وسیع النظری اور ہر طرح کے علم وفن کی سرپرستی کو سب سے زیادہ دخل تھا۔ ان حکم رانوں نے اپنی سلطنت میں علم پھیلانے اور حاصل کرنے کا کھلا ماحول بنایا۔ ہر مذہب کے لوگوں کے لیے موافق حالات پیدا کیے۔ داخلی و بیرونی تاجروں کی حوصلہ افزائی کی۔ جس کے نتیجے میں یہ سلطنت ہر لحاظ سے مضبوط ہوتی چلی گئی اور عہد قدیم کی حکومتوں میں سب سے کام یاب حکومت قرار دی گئی۔

ہمارا خیال ہے کہ دنیا میں کسی بھی حکومت کو کام یابی کے ساتھ آگے بڑھانے کا بنیادی نکتہ یہی ہے۔ اپنے محدود مطالعے کی حد تک ہمیں کوئی متعصب، فرقہ پرست اور غیر منصف مزاج حکومت پھلتی پھولتی اور ترقی کرتی نظر نہیں آتی۔ ایسا ہو بھی کیسے سکتا ہے؟ جہاں ناانصافی اور عدم مساوات کا دور دورہ ہو، سرکاری ظلم وستم عام ہو، فرقہ پرستی کی زہریلی ہوائیں چل رہی ہوں، مذہب، تہذیب، تعلیم، معاشرت اور تجارت ہر چیز میں گھناؤنی سیاست کھیلی جارہی ہو، اظہار رائے پر سخت پابندی ہو اور ہر طرف تعصب وتشدد کا حبس ہو، ایسے میں ترقی کی راہیں کس طرح ہم وار ہوسکتی ہیں؟

افسوس کا مقام ہے کہ ہمارا ملک ہندستان بھی آج کل اس نازک دور سے گزر رہا ہے۔ موجودہ مرکزی حکومت نے پورے ملک میں ایسی گھٹن پیدا کردی ہے، جس میں انسانیت اور ہندستانیت جاں بہ لب ہوکر انتہائی نازک حالت سے دوچار ہے۔

انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز نے اپنے وجود کے تیس سالہ دور میں انسانیت کو درپیش قومی و بین الاقوامی مسائل کو اختیار کیا، ان پر غور وفکر کی راہیں ہم وار کیں اور ان کے حل کے لیے ممکنہ اقدامات بھی کیے ہیں۔ انسٹی ٹیوٹ نے اپنی تیس سالہ تقریبات کو ملک کے موجودہ نازک حالات سے جوڑتے ہوئے ملک بھر میں پانچ عالمی وقومی کانفرنسیں کیں۔ اس سلسلے کی اختتامی کانفرنس **"ہندستان کے موجودہ سیاق میں، مساوات، انصاف اور بھائی چارے کی جانب، ایک بہتر مستقبل کی تخلیق"** کے موضوع پر نئی دہلی میں منعقد ہوئی۔ اس کی خاصی تفصیلی رپورٹ اندرونی صفحات میں موجود ہے۔ ہمیں آپ کے قیمتی مشوروں کا انتظار رہے گا۔ شکریہ!

اجمل فاروق

(صفحہ 1 کا بقیہ)

سوال: آج کل دلت مسلم اتحاد کا بھی کافی تذکرہ ہو رہا ہے۔ اس سلسلے میں کچھ کوششیں بھی سامنے آرہی ہیں۔ آپ کی نظر میں دلت مسلم اتحاد کتنا ضروری اور کتنا مفید ہوسکتا ہے؟

جواب: میرے خیال سے مسلم دلت اتحاد سے مسلمانوں کو کوئی بڑا سیاسی فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا۔ اس اتحاد کا تجربہ آج تک کامیاب نہیں ہوسکا ہے۔ دلت رہنما صرف اپنا بھلا چاہتے ہیں۔ وہ اپنی کمیونٹی کا بھی بھلا نہیں چاہتے۔ دوسری طرف عام دلت اپنے رہنماؤں سے کٹ کر کسی کام کے نہیں ہیں۔ اگر ہم اس طرح کے اتحاد کی کوشش کرتے ہیں تو اس کا ایک نقصان یہ بھی ہوتا ہے کہ ہم مین اسٹریم ہندوؤں کو آر ایس ایس کی طرف دھکیلنے کا کام کرتے ہیں۔

دلتوں کے ساتھ روابط میں اب تک کی ناکامی کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ہم فوراً تبدیلی مذہب پر لگ جاتے ہیں۔ ہمیں دلتوں کو ہندو اور بدھ مذہب کے ساتھ ہی قبول کرنا ہوگا۔ اس سے یہ فضا بنے گی کہ مسلمان اپنے مذہب کے لیے ہمیں استعمال نہیں کر رہا ہے۔ ہم اس طرح سوچیں کہ امبیڈکر پر اردو میں کتنا لٹریچر ہے؟ ہم نے ہندو شخصیات کو اپنے حق میں استعمال کرنے کی کبھی کوئی شعوری کوشش ہی نہیں کی۔ حالاں کہ ہمیں ان کے یہاں اسلام اور مسلمانوں سے ہمدردی ملتی ہے۔ دوسری طرف آر ایس ایس ہے، جو کہ امبیڈکر، وویکانند اور پٹیل کو ہائی جیک کر رہی ہے۔ برہمنیت کا مزاج ہمارے اندر بھی ہے۔ اسے ختم کرنا ہوگا۔ آج بھی ہم برہمنوں اور بنیوں کے ساتھ بیٹھنے میں کوئی جھجھک محسوس نہیں کرتے، لیکن دلت کے ساتھ بیٹھنے میں ذرا تکلف ہوتا ہے۔ ہمیں یہ رویہ تبدیل کرنا ہوگا۔ اپنے عقائد کی حفاظت کے ساتھ ان سے قرب پیدا کرنا ہوگا اور ان کی زبان بولنی ہوگی۔ سیکولرزم صرف یہ نہیں ہے کہ جب ہم پر کوئی مصیبت آئے تو سب ہمارا ساتھ دیں، سیکولرزم یہ بھی ہے کہ جب دوسروں پر کوئی مصیبت آئے تو ہم سب کے ساتھ کھڑے ہوں۔ جب دلت کو کوئی مسئلہ درپیش ہوتا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ ان کا اندرونی مسئلہ ہے۔ یہ نامناسب رویہ ہے۔

ہم سب جانتے ہیں کہ جمہوریت اسلام کے رگ وریشے میں ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جمہوریت ہمارے مزاج اور معاشرے میں نہیں ہے۔ ہم میں سے کتنے لوگوں نے اپنے گھروں، اپنی تنظیموں اور اپنے اداروں میں جمہوری ماحول کو فروغ دیا ہے؟ تو پھر ہم کس امید پر پورے ملک میں جمہوریت کے تحفظ کی بات کرتے ہیں؟

سوال: آپ آئی او ایس کے تمام کاموں پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ آپ ان کاموں کے کس گوشے کو کم زور پاتے ہیں؟

جواب: دیکھیے! جب کوئی ادارہ کام کرتا ہے تو اتار چڑھاؤ اور اونچ نیچ کا عمل تو پایا ہی جاتا ہے۔ ہمیشہ ہر پہلو پر یکساں توجہ نہیں ہو پاتی۔ آئی او ایس کا اشاعتی کام بھی ہے، تحقیقاتی کام بھی ہے، ماہانہ، سہ ماہی اور ششماہی رسالوں کا سلسلہ بھی ہے، کانفرنسوں، سیمیناروں اور ورک شاپس بھی جاری ہیں، تو یہ بات تو طے ہے کہ کبھی کوئی کام زیادہ اچھا ہوگا اور دوسرا اتنا اچھا نہیں ہوسکے گا۔ لیکن ان تمام کاموں کو کام یابی کے ساتھ لے کر آگے بڑھنا اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھنا انتہائی قابل اطمینان اور لائق ستائش امر ہے۔

سوال: آئی او ایس کے متعلق آپ کی عمومی رائے کیا ہے؟

جواب: میری عمومی رائے وہی ہے، جو میں نے کچھ دن پہلے لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ تفویض کیے جانے کے موقعے پر اپنے خطبے میں بیان کی تھی۔ وہ کوئی تکلفانہ رائے نہیں تھی، بلکہ پوری طرح مبنی برحق رائے تھی۔ میں نے کہا تھا کہ ”انسٹی ٹیوٹ کے بانی ڈاکٹر محمد منظور عالم نے خود کو تالی اور گالی کے کلچر سے الگ کر کے انتہائی متانت و معروضیت کے ساتھ ہمیں اپنی بات کہنے پر آمادہ کرنے کی کوشش کی۔ انھوں نے آئی او ایس کی صورت میں ہندستان میں مسلمانوں کا جو پہلا تھنک ٹینک قائم کیا تھا، اس نے اپنے قومی اور بین الاقوامی مذاکروں کے ذریعے دیانت و لیاقت کے ساتھ حقائق کو پیش کرنے کے مواقع فراہم کیے۔ اس نے بے جا طرف داری کے بجائے حق پر رہتے ہوئے غیر جانب داری کے اصول کو ہم پر واجب کیا۔ اس نے سماجی وانسانی علوم کے حصول و فروغ کے لیے ایک اسلامی تناظر اور کسوٹی بھی پیش کی۔ اس نے اپنی مطبوعات کے ذریعے ہمیں ایک ایسا قابلِ قدر اور پُرمغز علمی وادبی ورثہ بھی دیا، جس کی روشنی میں ہم اپنے قلب و نظر کی تاریکیوں کو دور کرسکتے ہیں۔ اس نے ہمیں یہ بھی بتایا کہ دین سے وابستگی اور وطن سے محبت میں کوئی تصادم نہیں۔ اس نے ہمارے ملک کے اہلِ دانش اور سیاسی مقتدرہ کو یہ بھی سمجھانے کی کوشش کی کہ جو کچھ ہندستان کے مفاد میں ہے، وہی مسلمان کے مفاد میں بھی ہے۔ اس نے امتِ مسلمہ کو یہ بھی بتایا کہ یہ زمانہ نہ مجادلے کا ہے اور نہ مناظرے کا، بلکہ مکالمے کا ہے۔

سوال: ملک کے موجودہ حالات میں عام مسلمان کے اندر کافی ڈر اور خوف کی کیفیت پائی جارہی ہے۔ انھیں اپنا وطن اجنبی سا لگنے لگا ہے۔ کیا واقعی ہندستان سے مسلمانوں کا تعلق صرف حاکمانہ اور سیاسی و مادی منافع پر مشتمل رہا ہے؟

جواب: یہ بہت اہم سوال ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے سیاسی قائدین اور مسلم دانش وران برادران وطن کو یہ سمجھانے میں ناکام رہے ہیں کہ ان کا ہندستان سے کتنا پرانا اور کس نوعیت کا تعلق رہا ہے۔ میرا ماننا ہے کہ ہندستان سے مسلمانوں کا تعلق اتنا پرانا ہے، جتنا کہ آدم کا سرزمین ہند سے۔ مسلمانوں نے ہندستان پر تقریباً آٹھ سو سال حکومت کی۔ ان کا اس ملک سے تعلق صرف جذباتی نہیں، بلکہ بہت طویل بھی ہے۔ پہلے انھوں نے یہاں حکومت کی، پھر یہاں محکوم رہے اور اب حکومت میں شریک ہیں۔ تاریخی دستاویزات سے پتا چلتا ہے کہ محمد بن قاسم نے اپنے عہد حکومت میں یہاں کے ہندوؤں کے ساتھ بہت اچھے تعلقات استوار کیے تھے۔ اس کے بعد صوفیائے عظام اور علمائے کرام نے اس ملک کو اپنی پاکیزہ تعلیمات سے منور کیا۔ میں جرمن محقق میکس ملر (Max Muller) کو ہندستانیات کا پہلا ماہر نہیں مانتا۔ یہ کام سب سے پہلے عبدالرحمان البیرونی نے کیا تھا، جس نے پنڈتوں کے ساتھ بیٹھ کر ان کے مذہب اور سنسکرت زبان پر عبور حاصل کیا اور اس کے بعد اپنی تحریروں میں یہ چیزیں پیش کیں۔ اسی طرح سے شری کرشن کا بہت اچھا تعارف عبدالرزاق بانسوی، حضرت امیر خسرو اور مولانا حسرت موہانی جیسی شخصیات نے کرایا ہے۔ مسئلہ صرف یہ ہے کہ ہم نے اسلام کو ہندوؤں اور دوسرے طبقات کے سامنے اس طرح پیش نہیں کیا ہے، جس طرح پیش کیا جانا چاہیے تھا۔ ہم یہ کام کرنے لگیں تو حالات خود بہ خود بدل جائیں گے۔

سوال: آئی او ایس خبرنامے کے قارئین کے لیے کوئی پیغام؟

جواب: پیغام یہ ہے کہ ہم لوگ قرآن کو ماننے کے ساتھ ساتھ قرآن کی بھی ماننے لگیں۔ اپنے اپنے مسلک سے وابستہ رہنے کے ساتھ اسلامی بنیادوں پر تمام لوگوں کا ادب واحترام کریں۔ ساتھ ہی تعلیم اور تجارت میں جتنا آگے بڑھ سکیں، بڑھیں۔ جو قوم واقعہ کربلا، سقوط بغداد، سقوط غرناطہ اور سقوط خلافت عثمانیہ کے بعد بھی زندہ رہی، وہ یقیناً آئندہ بھی پوری آب و تاب کے ساتھ زندہ رہے گی۔ ☐☐

انصاف اور مساوات کے بغیر کام یاب ریاست کا تصور نامکمل: جسٹس کھیر

آئی او ایس کی تیس سالہ تقریبات کے اختتام پر نئی دہلی میں سہ روزہ عالمی کانفرنس کا انعقاد

انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز کے زیر اہتمام ''ہندستان کے موجودہ سیاق میں، مساوات، انصاف اور بھائی چارے کی جانب، ایک بہتر مستقبل کی تخلیق'' کے عنوان پر کانسٹی ٹیوشن کلب، نئی دہلی میں ۱۶۔۱۸ فروری ۲۰۱۸ کو سہ روزہ بین الاقوامی کانفرنس کا انعقاد عمل میں آیا۔ انسٹی ٹیوٹ نے گذشتہ سال اپنے وجود کے تیس سال مکمل ہونے پر ملک بھر میں کانفرنسوں کا ایک سلسلہ شروع کیا تھا۔ اس ذیل میں ''ہندستان کے موجودہ سیاق میں، مساوات، انصاف اور بھائی چارے کی جانب، ایک بہتر مستقبل کی تخلیق بذریعہ تعلیم، بذریعہ قانون، بذریعہ اسلامیات اور بذریعہ تاریخ'' کے موضوعات پر نئی دہلی، کولکاتا، جودھ پور اور چنئی میں بہت اہم سیمینار منعقد ہوئے۔ اس سلسلے کا آخری اجلاس نئی دہلی میں سہ روزہ عالمی کانفرنس کی شکل میں منعقد ہوا، جس میں ترکی، قطر، ساؤتھ افریقہ، لبنان، سعودی عرب، کویت، بنگلا دیش، سری لنکا اور امریکا سے اہم علماء و دانشوران نے شرکت کی۔

افتتاحی اجلاس

سابق چیف جسٹس آف انڈیا عالی جناب جسٹس جگدیش سنگھ کھیر نے کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ ''فطرت کے اعتبار سے اگرچہ انسانوں میں مساوات نظر نہیں آتی، اس کے باوجود مساوات کے بغیر کوئی کام یاب ریاست وجود میں نہیں آسکتی۔ کچھ لوگ دوسروں سے زیادہ خوب صورت ہوتے ہیں، کچھ لوگ زیادہ ذہین ہوتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسانوں میں ظاہری طور پر مساوات نہیں پائی جاتی۔ لیکن انسان بغیر مساوات کے جذبات کے اپنے معاشرے کی کام یاب تشکیل نہیں کرسکتا۔ آزادی کی طرح مساوات کا تصور بھی آج کی دنیا میں آئیڈیل سوچ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ۱۷۸۹ میں فرانسیسی انقلاب کے بنیاد بھی آزادی، مساوات اور بھائی چارے پر تھی۔ جس طرح آزادی کے بغیر مساوات اور بھائی چارے کا تصور بے معنی ہے، اسی طرح مساوات، بھائی چارے اور آزادی کے بغیر حاصل نہیں کی جاسکتی۔ آئین ہند کی دفعہ ۱۴، ۱۵/اور ۱۶ بہت اہم ہیں۔ کیوں کہ ان کا تعلق بھی مساوات، انصاف اور بھائی چارے سے ہے۔ ہمارے آئین کے معماروں نے خاص طور سے سماجی انصاف اور مساوات کو آئین کا حصہ بنایا، اس کے باوجود آزادی کے ستر سال بعد بھی ہم پس ماندہ طبقات کو ریزرویشن کا حق نہیں دے سکے ہیں۔ میری ماں کی بیماری کے دوران ایک مسلم ڈاکٹر نے ان کا علاج جس محنت اور جانفشانی سے کیا تھا، اس سے میرے ذہن میں مسلمانوں کے متعلق اچھے جذبات پیدا ہوئے۔ افسوس کی بات ہے کہ ہمارے ملک میں ایسے عناصر موجود ہیں، جو مختلف بنیادوں پر معاشرے کو تقسیم کر رہے ہیں۔''

کانفرنس کے افتتاحی اجلاس میں (دائیں سے بائیں) پروفیسر زیڈ ایم خان، جناب کے رحمٰن خان، پروفیسر عمر حسن کاسولے، جسٹس اے ایم احمدی، جسٹس جگدیش سنگھ کھیر، ڈاکٹر محمد منظور عالم اور ڈاکٹر عروب رفاعی

انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز کے چیرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم نے انسٹی ٹیوٹ کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ ''تیس سالہ تقریبات کے سلسلے میں منعقد ہونے والے تمام سیمیناروں کا بنیادی موضوع ''ہندستان کے موجودہ سیاق میں، مساوات، انصاف اور بھائی چارے کی جانب، ایک بہتر مستقبل کی تخلیق'' رہا۔ یہ تخلیق کس طرح ہوسکتی ہے؟ اس کے لیے ہم نے چار موضوعات منتخب کیے تھے۔ تعلیم، قانون، تاریخ اور اسلامیات۔ یہ نکتہ ہمارے ذہن میں اس لیے آیا تھا کہ ہم یہ طے کرسکیں کہ ہندستانی مسلمان، عیسائی، دلت اور پس ماندہ طبقات کس مقام پر کھڑے ہیں۔ دستور ہند کی روشنی میں دیکھا جائے تو ان سب کی حالت اچھی نہیں ہے اور دستور انھیں جو حقوق فراہم کرتا ہے، وہ انھیں حاصل نہیں ہیں۔ امید ہے کہ اس کانفرنس میں اہم نتائج سامنے آئیں گے۔''

اپنے صدارتی خطاب میں سابق چیف جسٹس آف انڈیا عالی جناب جسٹس اے ایم احمدی نے کہا کہ ''آئین ایک ایسی چھتری ہے، جس کے سائے میں تمام مذاہب کے پیروکار زندگی گزارتے ہیں۔ یہ دنیا کا واحد ملک ہے، جہاں کثرت میں وحدت کا تصور اتنی مضبوطی کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ دستور ہند کی دفعہ ۱۴ ہمیں معاشی برابری کا پورا حق دیتی ہے۔ اگر اس حق کا پامال کیا جاتا ہے تو ملک کی جمہوریت خطرے میں پڑ جائے گی۔''

انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک تھاٹس (IIIT) کے جنرل سکریٹری ڈاکٹر عمر حسن کاسولے (سعودی عرب) نے کہا کہ '' ہندستان میں آج مساوات، انصاف اور بھائی چارے پر جو بحث چل رہی ہے یہ درحقیقت پوری دنیا کا سلگتا ہوا موضوع ہے۔ آج کی اس کانفرنس میں دنیا بھر کے نمائندوں کی شرکت یہاں ہونے والی بحث کو عالمی بنا دے گی۔ مساوات، بھائی چارے اور انصاف کا تصور ہمیں قرآن وحدیث سے بہت وضاحت کے ساتھ ملتا ہے۔ اگر ہم اس

تصور کو عصری زبان اور مزاج کے مطابق دنیا کے سامنے پیش کریں تو امید کی جاسکتی ہے کہ دنیا سے عدم مساوات اور ناانصافی کا خاتمہ ہوگا اور انسانیت کو امن وسلامتی کی راہ مل جائے گی۔ انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز کی جانب سے بہت مناسب موضوع پر اور بروقت ہونے والی اس کانفرنس سے میں اپنی نیک خواہشات کا اظہار کرتا ہوں۔''

انٹرنیشنل اسلامک چیریٹیبل آرگنائیزیشن (IICO)، کویت کی جنرل اسمبلی کی رکن ڈاکٹر عروب رفاعی نے کہا کہ''ان کی تنظیم ۱۹۸۰ سے عالمی پیمانے پر انسانی خدمات انجام دے رہی ہے۔ آئی او ایس کے چیئرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم بھی اس کے بورڈ آف ڈائریکٹرس کے ایک رکن ہیں۔ اس لیے آئی او ایس کے اس اجلاس میں شرکت کرتے ہوئے مجھے زیادہ مسرت ہورہی ہے۔ مساوات، انصاف اور بھائی چارہ ایسی صفات ہیں، جو انسانوں کے اندر اللہ تعالیٰ نے ودیعت فرمائی ہیں۔''

سابق مرکزی وزیر جناب کے رحمان خان نے کہا کہ''آئین ہند کی دفعات ۱۴، ۱۵/اور ۱۶/ دراصل آئین کی روح ہیں۔ آج جب ہندستانی سماج میں عدم مساوات پورے عروج پر ہے تو ایسے میں مساوات کو یقینی بنانا بہت مشکل کام ہے۔ ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ ہمارے دستور نے ہمیں ایک آزاد عدلیہ فراہم کیا ہے تاکہ عام لوگوں کو بھی انصاف حاصل ہوسکے۔''

آئی او ایس کے سکریٹری جنرل پروفیسر زیڈ ایم خان نے اپنے تعارفی کلمات میں کہا کہ''انسٹی ٹیوٹ بنیادی طور پر ایک تحقیقی ادارہ ہے، جو معاشرے کے مختلف طبقات اور بالخصوص اقلیتوں کے حقوق کی بازیافت کے لیے جدوجہد کررہا ہے۔ عربی، اردو، انگلش، ہندی اور دوسری علاقائی زبانوں میں چارسو زیادہ کتابیں شائع ہوچکی ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف موضوعات پر کانفرنسیں اور انسٹی ٹیوٹ سے شائع ہونے والے رسالے علمی وفکری جدو جہد میں مصروف ہیں۔''

افتتاحی اجلاس کی نظامت پروفیسر افضل وانی نے انجام دی۔ مولانا عبداللہ طارق نے قرآن کریم کی تلاوت سے کانفرنس کا آغاز کیا اور پروفیسر اشتیاق دانش نے کلمات تشکر پیش کیے۔ اس موقع پر آئی او ایس کے تیس سالہ سفر پر مشتمل ایک نمائش کا بھی اہتمام کیا گیا۔ ساتھ ہی متعدد کتابوں کا اجرا بھی عمل میں آیا۔

خصوصی اجلاس

افتتاحی اجلاس کے بعد موضوع کی مناسبت اور ملک کے موجودہ حالات کے تناظر میں ایک خصوصی اجلاس منعقد کیا گیا، جس میں اسلام، ہندومت، بدھ مت، سکھ مت، جین مت اور عیسائی مذہب کے رہ نماؤں نے شرکت کی۔ اجلاس کی صدارت آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے سکریٹری و ترجمان مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے کی۔ اپنے صدارتی خطاب میں انھوں نے فرمایا کہ''اسلام میں سماجی، معاشی، تجارتی اور دیگر امور میں مسلم اور غیر مسلم کے درمیان کسی بھی طرح کی کوئی تفریق نہیں برتی گئی ہے۔ اسلام نے انسانیت کی بنیاد پر سب کو یکساں حقوق فراہم کیے ہیں۔ کفار مکہ سے اتحاد قائم کرنے کے لیے قرآن کریم کی ایک سورت نازل کرکے یہ فارمولا دیا کہ مسلم وغیر مسلم ایک سوسائٹی میں رہیں گے لیکن دونوں ایک دوسرے کے مذہبی معاملے میں کوئی مداخلت نہیں کریں گے۔''

آریہ سماج کے مشہور لیڈر سوامی اگنی ویش نے کہا کہ''بچے سبھی انسان پیدا ہوتے ہیں۔ ماں باپ ان کو ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی بنادیتے ہیں۔ مسجد میں سبھی مسلمان پندرہ منٹ کے لیے ایک ہوجاتے ہیں لیکن باہر نکلتے ہی ذات پات، مسلک اور فرقہ بندی شروع کردیتے ہیں۔ اسلام، عیسائیت اور دیگر سبھی مذاہب نے امن وآشتی کی ہی تعلیم دی ہے، پھر کیوں ان ہی مذاہب سے وابستہ افراد تشدد پر آمادہ ہیں؟ اس بارے میں ہمیں سوچنے کی ضرورت ہے۔''

مشہور عیسائی رہ نما ڈاکٹر ایم ڈی تھومس نے کہا کہ''مذہب امن وآشتی کی بنیاد ہے اور ہندستان کی مجموعی ترقی کے لیے مذہبی ہم آہنگی بہت ضروری ہے۔''

مشہور بدھ رہ نما ڈاکٹر راہل داس نے اپنی تقریر میں تمام مذاہب کی خوبیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ''کچھ اہل سیاست اپنے مفاد کے لیے مذہب کو بدنام کررہے ہیں۔ ہم سب عہد کریں کہ کوئی بھی سیاسی لیڈر مذہب کا غلط استعمال نہ کرے۔''

خصوصی اجلاس میں (دائیں سے بائیں) ڈاکٹر ایم ڈی تھامس، سوامی اگنی ویش، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، بابا بلجیت سنگھ، اچاریہ ڈاکٹر لوکیش منی، ڈاکٹر عبداللہ لحیدان اور ڈاکٹر یاسین علی عثمانی

اس کے علاوہ جین مذہب کے رہ نما ڈاکٹر لوکیش منی، سعودی عرب کے معروف عالم دین ڈاکٹر عبداللہ لحیدان، مشہور سکھ رہ نما بابا بلجیت سنگھ اور آل انڈیا ملی کونسل کے نائب صدر ڈاکٹر یاسین علی عثمانی نے بھی مختلف مذاہب کے درمیان اتحاد ویک جہتی کو وقت کی اہم ضرورت قرار دیا اور بین المذاہب مذاکرت پر خصوصی زور دیا۔ خصوصی اجلاس کا آغاز اطہر حسین ندوی کی تلاوت سے ہوا، جب کہ ڈاکٹر نکہت حسین ندوی نے نظامت کے فرائض انجام دیے۔

پہلا تکنیکی اجلاس

کانفرنس کے دوسرے دن یعنی ۱۷/فروری کو پہلا تکنیکی اجلاس منعقد ہوا۔ اس کا عنوان تھا''دستور ہند کی روشنی میں اقلیتوں کے لیے مساوات، انصاف اور بھائی چارے کے

تصورات پر مبنی فکری بنیادیں۔'' اس اجلاس میں پروفیسر نزہت پروین خان (ڈین فیکلٹی آف لا، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی)، ڈاکٹر محبّ الحق (ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ سیاسیات، علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی)، جناب محمد مسلم (ریسرچ اسکالر، علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی)، جناب تنویر حسین (ریسرچ اسکالر، جامعہ ملیہ اسلامیہ) اور جناب مظفر احمد ڈار (ریسرچ اسکالر، علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی) نے مختلف ذیلی موضوعات پر اپنے مقالات پیش کیے۔ پروفیسر افضل وانی (معاون جنرل سکریٹری، آئی او ایس) نے اس اجلاس کی صدارت کا فریضہ انجام دیا۔

دوسرا تکنیکی اجلاس

اس اجلاس کا عنوان تھا ''آفاقی خاندان کی تشکیل میں اعلیٰ تعلیم کا مقام و کردار۔ قومی تناظر میں'' اس اجلاس میں پروفیسر شمیم احمد انصاری (ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنس، علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی)، ڈاکٹر الفیہ ٹنڈا والا (اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ سیاسیات، کلکتہ یونی ورسٹی) اور محترمہ طاہرہ گلزار (ریسرچ اسکالر علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی) نے مختلف ذیلی موضوعات پر اپنے مقالات پیش کیے۔ پروفیسر شعیب عبد اللہ (شعبہ تعلیم جامعہ ملیہ اسلامیہ) نے اس اجلاس کی صدارت کا فریضہ انجام دیا۔ نظامت کے فرائض ڈاکٹر میجر زاہد حسین نے انجام دیے۔

تیسرا تکنیکی اجلاس

تیسرے تکنیکی اجلاس کا عنوان تھا ''اقوام متحدہ اور دیگر اداروں کی فکر مندی کی روشنی میں اقلیتوں کے لیے مساوات، انصاف اور بھائی چارے کے تصورات پر مبنی فکری بنیادیں''۔ اس اجلاس میں محترمہ فیض مصطفیٰ (سری لنکا)، پروفیسر بالا داس گھوشل (سابق پروفیسر جے این یو)، ڈاکٹر نادر غزال (لبنان)، پروفیسر آفتاب عالم (شعبہ سیاسیات، علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی)، پروفیسر نسیم احمد زیدی (سابق پروفیسر شعبہ معاشیات، علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی) اور جناب محمد فضل الرحمٰن (ریسرچ اسکالر شعبہ اسلامیات، ہمدرد یونی ورسٹی) نے مختلف ذیلی موضوعات پر اپنے مقالات پیش کیے۔ پروفیسر سید شاہد مہدی (سابق وائس چانسلر جامعہ ملیہ اسلامیہ) نے اس اجلاس کی صدارت کا فریضہ انجام دیا۔

چوتھا تکنیکی اجلاس

چوتھے تکنیکی اجلاس کا عنوان تھا ''آفاقی خاندان کی تشکیل میں اعلیٰ تعلیم کا مقام و کردار اور تعلیم کو عالمی بنانا۔'' اس اجلاس میں پروفیسر پرمود کمار (اگنو، نئی دہلی)، ڈاکٹر محمد آفتاب عالم (اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ سیاسیات، ذاکر حسین کالج) اور ڈاکٹر محمد افسر علی (اسسٹنٹ پروفیسر اے جے سی بوس کالج، کلکتہ) نے مختلف ذیلی موضوعات پر اپنے مقالات پیش کیے۔ پروفیسر فرقان قمر (سابق وائس چانسلر ہماچل پردیش یونی ورسٹی) نے اس اجلاس کی صدارت کا فریضہ انجام دیا۔

افتتاحی خطبہ پیش کرتے ہوئے سابق چیف جسٹس آف انڈیا جسٹس جگدیش سنگھ کھیر

پانچواں تکنیکی اجلاس

پانچویں اجلاس کا عنوان ''مختلف جہتوں میں تبدیلی کے انداز و عناصر۔ عوامی صحت'' تھا۔ اس اجلاس میں پروفیسر محمد اکرم (شعبہ سماجیات علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی)، ڈاکٹر انو مہرا (اسسٹنٹ پروفیسر لا فیکلٹی، دہلی یونی ورسٹی)، ڈاکٹر نسیمہ حسن (بنگلا دیش)، ڈاکٹر بابی جون، محمد خلیل، ڈاکٹر اونکر متل، جناب آصف کھیر، محترمہ صالحہ الہام (ریسرچ اسکالر شعبہ انگریزی، علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی) اور جناب استخار علی (ریسرچ اسکالر جے این یو) نے مختلف ذیلی موضوعات پر اپنے مقالات پیش کیے۔ پروفیسر عمر حسن کاسولے (سکریٹری جنرل، انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک تھاٹ، سعودی عرب) نے اس اجلاس کی صدارت کا فریضہ انجام دیا۔ نظامت ڈاکٹر محمد آفتاب عالم نے کی۔

چھٹا تکنیکی اجلاس

چھٹے تکنیکی اجلاس کا عنوان تھا ''بین الاقوامی تعلقات کی شکلوں پر اثر انداز ہونے والی مساوات، انصاف اور بھائی چارے کی قدروں کا کردار۔'' اس اجلاس میں پروفیسر بدر العالم (شعبہ سیاسیات جامعہ ملیہ اسلامیہ)، پروفیسر عرشی خان (شعبہ سیاسیات، علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی) اور پروفیسر محمد احتشام خان (صدر شعبہ سیاسیات، مگدھ یونی ورسٹی) نے مختلف ذیلی موضوعات پر اپنے مقالات پیش کیے۔ پروفیسر زیڈ ایم خان (سکریٹری جنرل، آئی او ایس) نے اس اجلاس کی صدارت کا فریضہ انجام دیا۔

ساتواں تکنیکی اجلاس

ساتویں اجلاس کا عنوان تھا ''مختلف جہتوں میں تبدیلی کے انداز و عناصر، ٹیکنالوجی و ترقیاتی نمونے۔'' اس اجلاس میں محترمہ ناز خیر، ڈاکٹر پرویز محمود خاں (ڈائریکٹر ایم این فاروقی کمپیوٹر سینٹر علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی)، پروفیسر ابصار (شعبہ کمپیوٹر انجینئرنگ جامعہ ہمدرد)، جناب این اوی جیت دتا، پروفیسر اے اے فیضی، جناب ابصار الحق اور قاضی محمد طارق نے مختلف ذیلی موضوعات پر اپنے مقالات پیش کیے۔ جناب سید طہ اویس (سائنٹسٹ نیشنل انفارمیٹکس سینٹر، نئی دہلی) نے اس اجلاس کی صدارت کا فریضہ انجام دیا۔

آٹھواں تکنیکی اجلاس

آٹھویں اجلاس کا عنوان تھا ''بین الاقوامی تعلقات کی شکلوں پر اثر انداز ہونے والی مساوات، انصاف اور بھائی چارے کی قدروں کا کردار، بین الاقوامی تعلقات میں

غالب رجحانات۔'' اس اجلاس میں ڈاکٹر اکرم کلش (ترکی)، پروفیسر عرشی خان اور جناب سید نزاکت نے مختلف ذیلی موضوعات پر اپنے مقالات پیش کیے۔ پروفیسر اسرار بیگ (شعبہ سیاسیات، علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی) نے اس اجلاس کی صدارت کا فریضہ انجام دیا۔

نواں اور دسواں تکنیکی اجلاس

نویں اور دسویں مشترکہ اجلاس کا عنوان تھا ''مساوات، انصاف اور بھائی چارے کے حوالے سے آج کی سمٹتی دنیا میں قومی اور بین الاقوامی قانون کا کردار اور قومی قانونی نظام۔'' اس اجلاس میں ڈاکٹر جایام پتھی وکرمارتنے (سری لنکا)، جناب خواجہ عبدالمنتقم (سابق وزیٹنگ پروفیسر امیٹی یونی ورسٹی)، جناب روی نائر اور ڈاکٹر انور سادات نے مختلف ذیلی موضوعات پر اپنے مقالات پیش کیے۔ پروفیسر افضل وانی (معاون جنرل سکریٹری، آئی او ایس) نے اس اجلاس کی صدارت کا فریضہ انجام دیا۔

گیارھواں تکنیکی اجلاس

کانفرنس کے تیسرے دن گیارھواں تکنیکی اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس کا عنوان تھا ''معاشی ترقی اور غربت کا خاتمہ: مساوات، انصاف اور بھائی چارے کی قدروں کا کردار، قومی منظرنامہ۔'' اس اجلاس میں پروفیسر جاوید عالم خان (ایڈوائزر انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی، نئی دہلی)، ڈاکٹر جے سنگھ (ایسوسی ایٹ پروفیسر این سی ای آر ٹی، نئی دہلی)، ڈاکٹر ایم پی مستری (ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ معاشیات، پونہ کالج)، ڈاکٹر کلیم عالم (کنگ عبدالعزیز یونی ورسٹی، جدہ سعودی عرب)، ڈاکٹر ندیم اشرف (اسسٹنٹ پروفیسر سنی دینیات، علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی)، جناب ہارون رشید زرگر (ریسرچ اسکالر علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی)، جناب شادمان ظفر (ریسرچ اسکالر علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی) اور جناب محمد فیصل (ریسرچ اسکالر علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی) نے مختلف ذیلی موضوعات پر اپنے مقالات پیش کیے۔ پروفیسر نثار احمد خان (شعبہ معاشیات، علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی) نے اس اجلاس کی صدارت کا فریضہ انجام دیا۔

بارھواں تکنیکی اجلاس

بارھویں اجلاس کا عنوان تھا ''مساوات، انصاف اور بھائی چارہ کی قدروں کے فروغ میں قومی اور علاقائی ذرائع ابلاغ کا کردار وعمل۔'' اس اجلاس میں جناب پیوش ببلے (انڈیا ٹوڈے)، جناب ودیا بھوشن راوت، جناب راجیو رنجن رائے، محترمہ بنی یادو، ڈاکٹر مہناز نجمی (صدر شعبہ سیاسیات گالگوٹیس یونی ورسٹی، نوئیڈا)، ڈاکٹر جمیل احمد ملنسار (معاون جنرل سکریٹری، ملی کونسل، بنگلور) اور جناب محمد یاسین گڈا (ریسرچ اسکالر علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی) نے مختلف ذیلی موضوعات پر اپنے مقالات پیش کیے۔ ڈاکٹر افتخار احمد (ڈائریکٹر اے جے کے ماس کمیونی

کانفرنس کے اختتامی اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے شیخ عبدالرحمٰن محمود (قطر)

کیشن ریسرچ سینٹر، جامعہ ملیہ اسلامیہ) نے اس اجلاس کی صدارت کا فریضہ انجام دیا۔

تیرھواں تکنیکی اجلاس

تیرھویں اجلاس کا عنوان تھا ''معاشی ترقی وغربت کا خاتمہ: مساوات، انصاف اور بھائی چارے کی قدروں کا کردار اور بین الاقوامی اقرار وعہد۔'' اس اجلاس میں پروفیسر نوشاد علی آزاد (سابق پروفیسر شعبہ معاشیات، جامعہ ملیہ اسلامیہ)، جناب کے سلیم علی (ریٹائرڈ آئی پی ایس) اور پروفیسر میجر زاہد حسین نے مختلف ذیلی موضوعات پر اپنے مقالات پیش کیے۔ پروفیسر محمد اشتیاق (سابق وائس چانسلر مگدھ یونی ورسٹی) نے اس اجلاس کی صدارت کا فریضہ انجام دیا۔

چودھواں تکنیکی اجلاس

چودھویں اجلاس کا عنوان تھا ''مساوات، انصاف اور بھائی چارے کی قدروں کے فروغ میں عالمی ذرائع ابلاغ کا کردار وعمل۔'' اس اجلاس میں جناب شاستری راما چندرن (سابق مدیر ٹریبون، نئی دہلی)، جناب سکمار مرلی دھرن اور ڈاکٹر محمد جہاں گیر وارثی (ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ لسانیات، علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی) نے مختلف ذیلی موضوعات پر اپنے مقالات پیش کیے۔ پروفیسر عرشی خان نے اس اجلاس کی صدارت کا فریضہ انجام دیا۔

پندرھواں تکنیکی اجلاس

پندرھویں اجلاس کا عنوان تھا ''سلامتی، انصاف اور بھائی چارے کے فروغ میں اسلام کا کردار۔'' اس اجلاس میں پروفیسر معراج الدین میر (وائس چانسلر، کشمیر یونی ورسٹی)، ڈاکٹر شرمین اسلام (بنگلا دیش)، پروفیسر محسن عثمانی ندوی (ایڈیٹر سہ ماہی مطالعات، نئی دہلی)، مولانا یعقوب بلند شہری (صدر آل انڈیا دینی تعلیمی بورڈ)، پروفیسر توقیر عالم فلاحی (ڈین سنی دینیات علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی)، ڈاکٹر بلی پروین (اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ تاریخ، دہلی یونی ورسٹی)، ڈاکٹر محمد ایوب صدیقی (اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ عربی ای ایف ایل یونی ورسٹی حیدرآباد)، ڈاکٹر ریحان اختر قاسمی (اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اسلامیات، علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی)، ڈاکٹر شکیل احمد (اسسٹنٹ پروفیسر، مانو، سری نگر)، ڈاکٹر محمد اسامہ (گیسٹ فیکلٹی شعبہ اسلامیات، جامعہ ملیہ اسلامیہ)، ڈاکٹر وقار انور (مشیر مالیات، جماعت اسلامی ہند)، ڈاکٹر سمیہ احمد (ریسرچ اسکالر علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی)، ڈاکٹر زبیر حامد (ریسرچ

اسکالر علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی)، ڈاکٹر ظفر وارک قاسمی (شعبہ اسلامیات علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی)، محترمہ فوزیہ مرام (ریسرچ اسکالر علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی)، جناب سجاد احمد پڈے (ریسرچ اسکالر علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی) اور ڈاکٹر عظمیٰ خاتون (لیکچرر ویمنس کالج، علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی) نے مختلف ذیلی موضوعات پر اپنے مقالات پیش کیے۔ ڈاکٹر ظفر الاسلام خان (چیئرمین اقلیتی کمیشن دہلی) اور پروفیسر اشتیاق دانش (فائنانس سکریٹری، آئی او ایس) نے مشترکہ طور پر اس اجلاس کی صدارت کا فریضہ انجام دیا۔

سولھواں تکنیکی اجلاس

سولھویں اجلاس کا عنوان تھا "سلامتی، انصاف اور بھائی چارے کے فروغ میں دیگر مذاہب کا کردار۔" اس اجلاس میں محترمہ سید النساء سید (ساؤتھ افریقہ)، پروفیسر ڈی اے گنگا دھر (سابق صدر شعبہ فلسفہ بنارس ہندو یونی ورسٹی)، جناب گوتم وگ، پروفیسر راجیو رنجن سنہا (سابق صدر شعبہ سنسکرت، سنسکرت یونی ورسٹی بنارس)، ڈاکٹر فہیم اختر ندوی (صدر شعبہ اسلامیات، مانو، حیدر آباد)، جناب اشوک سنگھ گرچا (صدر ابراہیمک ایسوسی ایشن لدھیانہ)، ڈاکٹر عظمت حسین (سکریٹری انٹرفیتھ فورم، گیا)، ڈاکٹر شیخ عقیل احمد (ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ اردو، ستیا وتی کالج، دہلی یونی ورسٹی) ڈاکٹر عبدالماجد خان (ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ اسلامیات، علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی)، ڈاکٹر شائستہ پروین (اسسٹنٹ پروفیسر سنی دینیات علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی)، ڈاکٹر محمد شہیر صدیقی (اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ تعلیم، شانتی نکیتن، بنگال) جناب محمد اعظم (ریسرچ اسکالر، علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی)، محترمہ ثنا ناز (ریسرچ اسکالر، علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی) اور جناب محمد سہیل قاسمی (ریسرچ اسکالر، علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی) نے مختلف ذیلی موضوعات پر اپنے مقالات پیش کیے۔ ڈاکٹر عبداللہ لحیدان (سعودی عرب) اور پروفیسر محسن عثمانی ندوی (حیدرآباد) نے مشترکہ طور پر اس اجلاس کی صدارت کا فریضہ انجام دیا۔

اختتامی اجلاس

اختتامی خطبے میں پرفیسر فیضان مصطفیٰ نے کہا کہ "ہندستان کے آئین میں مساوات، انصاف، بھائی چارے اور آزادی کی بات مضبوطی کے ساتھ کہی گئی ہے، لیکن اب تک عملی سطح پر اس کا نفاذ نہیں ہوسکا ہے۔ تعلیم، اقتصادیات اور معاشرت سمیت ہر محاذ پر ہندستانی سماج میں تفریق پائی جاتی ہے۔ آج بھی سو گاؤں ایسے ہیں، جہاں دلتوں کو گھوڑے پر سوار ہوکر بارات لے جانے کی اجازت نہیں ہے۔ پس ماندگی کی بنیاد پر آئین میں ریزرویشن دینے کی بات کہی گئی ہے، لیکن ایک طبقے کو پس ماندہ ہونے کے باوجود اس لیے ریزرویشن نہیں دیا جاتا کہ وہ مسلمان ہے۔ آر ایس ایس کے سربراہ موہن بھاگوت سے گزارش ہے کہ وہ جس بنیاد پر ریزرویشن دینے کی بات کر رہے ہیں، اس پر ازسرنو غور کریں۔ ہماری عدلیہ میں بڑی تعداد میں ایسے فیصلے ہورہے ہیں، جن سے آزادی سلب ہوتی محسوس ہورہی ہے۔ مذہب انسان کا ذاتی معاملہ ہے، اس کے خلاف کارروائی کرنا آزادی کے خلاف ہے۔ ہمارے ملک میں اوسطاً دوسو کلومیٹر سے زائد رقبے پر صرف ایک جج مقرر ہے اور چھ کلومیٹر پر ایک پولیس ہے۔ سپریم کورٹ میں مقدمے لڑنا مال دار لوگوں کے بس میں ہے۔ عام انسان مقدمات کا خرچ برداشت نہیں کرسکتا۔"

اختتامی اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے آئی او ایس کے چیئرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم نے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ "سماج میں مساوات اور انصاف کے عمل کو یقینی بنانے کے لیے یہ پہل کی گئی ہے۔ اس میں دنیا کے مختلف ممالک سے آئے ہوئے لوگوں نے اپنے قیمتی خیالات کا اظہار کیا، تاکہ ایک بہتر سماج کی تشکیل کے لیے ہم سب مل کر جدوجہد کرسکیں۔ آئی او ایس نے جس اہم کام کا بیڑا اٹھایا ہے وہ آپ حضرات کے تعاون کے بغیر نہیں ہوسکتا۔"

ترکی سے تشریف لائے ہوئے ڈاکٹر محمد اکرم کلش نے اپنے خطاب میں کہا کہ "مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ میں ہندستان میں اپنے ہی بھائیوں کے درمیان بیٹھا ہوں۔ ہندستان ہمیشہ امن و سلامتی کے لیے مشہور رہا ہے۔ میں ڈاکٹر محمد منظور عالم کا شکرگزار ہوں، جنھوں نے مجھے اس عظیم کانفرنس میں مدعو کیا۔"

اختتامی اجلاس میں چیئرمین آئی او ایس ڈاکٹر محمد منظور عالم کو ترکی خطاطی کا تحفہ پیش کرتے ہوئے ڈاکٹر اکرم کلش (ترکی)

شیخ عبدالرحمٰن بن عبداللہ محمود (قطر) نے عالم اسلام کے حالات پر سرسری روشنی ڈالی اور اجمالی طور پر قطر کے موجودہ حالات کا بھی تذکرہ کیا۔

پروفیسر اختر الواسع نے بین المذاہب مذاکرات پر زور دیتے ہوئے کہا کہ "مسلک کی بنیاد پر اختلاف ہرگز نہ ہونا چاہیے۔ اس سے معاشرہ منتشر ہوتا ہے۔ اگر ہم متحد ہیں تو ہمیں کوئی طاقت آگے بڑھنے سے نہیں روک سکتی۔"

اس موقعے پر پروفیسر زیڈ ایم خان نے سات نکاتی قرارداد پیش کی، جسے سامعین نے اتفاق رائے سے منظور کیا۔ اس کے بعد پروفیسر افضل وانی نے کلمات تشکر پیش کیے۔ کانفرنس میں مجموعی طور پر آئی او ایس سے شائع ہونے والی تیرہ نئی کتابوں کا اجرا عمل میں آیا۔ ▢▢

پروفیسر اختر الواسع ساتویں آئی او ایس لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ سے سرفراز

30/ مارچ کو معروف اسلامی اسکالر پروفیسر اختر الواسع کو انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹو اسٹڈیز کے ساتویں آئی او ایس لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ سے سرفراز کیا گیا۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی کے آڈیٹوریم میں منعقدہ اس تقریب میں پروفیسر اختر الواسع کو کشمیر کے سابق وزیر اعلیٰ فاروق عبداللہ کے ہاتھوں سپاس نامہ پیش کیا گیا۔ سپریم کورٹ کے سابق چیف جسٹس اے ایم احمدی نے مومنٹو پیش کیا، جب کہ آئی او ایس کے چیرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم اور سابق مرکزی وزیر ڈاکٹر شکیل احمد نے ایک لاکھ روپے کا چیک عطا کیا۔

آئی او ایس کی ساتویں ایوارڈ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے چیرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم نے کہا کہ انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹو اسٹڈیز کی جانب سے شاہ ولی اللہ ایوارڈ کے بعد لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ کا سلسلہ شروع کرنے کا مقصد نوجوانوں کو ابھارنا اور ان میں امنگ پیدا کرنا تھا۔ انھوں نے کہا کہ یہ بچے مستقبل کے معمار ہیں اس لیے ہم نے صحیح راستہ دکھانے کے لیے یہ سلسلہ شروع کیا تا کہ وہ قوم وملت کی خاطر نمایاں کارنامے انجام دینے کے لیے اپنے اندر جذبہ اور جنون پیدا کریں۔

مہمان خصوصی ڈاکٹر فاروق عبداللہ سابق وزیر اعلیٰ کشمیر نے ریسرچ اور تحقیقی میدان میں نمایاں کام کرنے پر انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹو اسٹڈیز کے چیرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم اور دیگر ذمے داروں کو خصوصی مبارک باد پیش کی۔ انھوں نے پروفیسر اختر الواسع کو بھی ایوارڈ سے سرفراز کیے جانے پر مبارک باد پیش کی۔ اس موقعے پر انھوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ مسلمان اپنی تباہی کے خود ذمے دار ہیں کیوں کہ انھوں نے دین پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے۔

سابق مرکزی وزیر ڈاکٹر شکیل احمد نے آئی او ایس کے کاموں کی تعریف کرتے ہوئے بین المذاہب مذاکرات پر کام کرنے کی جانب توجہ مبذول کرائی اور پروفیسر اختر الواسع کو ساتویں لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ سے سرفراز کیے جانے پر مبارک باد پیش کی۔

جسٹس اے ایم احمدی نے اپنے صدارتی خطاب میں پروفیسر اختر الواسع کو اس باوقار ایوارڈ سے سرفراز کیے جانے پر خصوصی مبارک باد پیش کی۔ انھوں نے آئی او ایس کے اس اقدام کی ستائش کرتے ہوئے کہا کہ نمایاں خدمات کی بنیاد پر ایوارڈ سے نواز کر حوصلہ افزائی کا یہ سلسلہ ملک وملت کی اہم خدمت ہے۔

پروفیسر اختر الواسع نے اس موقع پر آئی او ایس کے چیرمین اور تمام انتظامیہ کا خصوصی شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ میری یہ اوقات نہیں تھی، لیکن ڈاکٹر منظور عالم نے اس ایوارڈ سے سرفراز کر کے میری عزت میں اضافہ کر دیا ہے۔ شکریے کے لیے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ پروفیسر اختر الواسع نے اس ایوارڈ کو اپنی والدہ اور رفیقہ حیات کی جانب منسوب کیا۔ اس موقعے پر انھوں نے کہا کہ ہمیں مسلمانوں کی نہیں ہندستان کی فکر ہے، ہندستان کو بچانا ہماری ذمے داری ہے اور ہم اس کے لیے کام کرتے رہیں گے۔ ہم مسلمانوں کو مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

قبل ازیں مولانا اطہر حسین ندوی کی تلاوت سے تقریب کا آغاز ہوا۔ ڈاکٹر شفیق احمد نے پروفیسر اختر الواسع کا سوانحی خاکہ پیش کیا۔ آئی او ایس کے سکریٹری جنرل پروفیسر زیڈ ایم خان نے انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹو اسٹڈیز کا تعارف کرایا۔ جب کہ پروفیسر اشتیاق دانش نے نظامت کا فریضہ انجام دیا۔ تقریب میں پروفیسر اختر الواسع کی حیات وخدمات پر مشتمل 20 منٹ کی دستاویزی فلم بھی دکھائی گئی۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ کے انجینئرنگ فیکلٹی کا آڈیٹوریم سامعین سے بھرا ہوا تھا، جس میں جناب نوید حامد، پروفیسر محسن عثمانی ندوی، پروفیسر محمد ایوب ندوی، پروفیسر اقتدار محمد خان، پروفیسر حبیب اللہ خان، مولانا عبد الحمید نعمانی، جناب قاسم سید، جناب فاروق ارگلی، ڈاکٹر مشتاق تجاروی، ڈاکٹر خالد خان اور ڈاکٹر عبد القادر شمس وغیرہ کے نام خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

پروفیسر اختر الواسع کی خدمت میں سپاس نامہ پیش کرتے ہوئے (دائیں سے بائیں) پروفیسر زیڈ ایم خان، ڈاکٹر شکیل احمد، ڈاکٹر محمد منظور عالم، جسٹس اے ایم احمدی، پروفیسر اختر الواسع اور ڈاکٹر فاروق عبداللہ

واضح رہے کہ آئی او ایس کی جانب سے دو ایوارڈ دیے جاتے ہیں۔ ایک شاہ ولی اللہ ایوارڈ جو تعلیمی اور تحقیقی میدان میں نمایاں خدمات انجام دینے والوں کو دیا جاتا ہے۔ جب کہ دوسرا لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ ہے، جو سماجی اور ملی امور میں نمایاں خدمات انجام دینے والوں کو دیا جاتا ہے۔

ساتویں کارنامۂ حیات انعام کی تقریبِ تفویض میں پیش کیا گیا پروفیسر اختر الواسع کا خطبہ

میں انتہائی عجز وانکسار کے ساتھ اپنے اس رب ذوالجلال والاکرام کا انتہائی شکر گزار ہوں جو عزت وذلت کا دینے والا ہے کہ اس نے مجھے اپنے فضل وکرم سے زندگی بھر وقت سے بہت پہلے اور اوقات سے بہت زیادہ نوازا۔ آج بھی انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز نے محب گرامی قدر ڈاکٹر محمد منظور عالم اور ان کے رفقاءِ کرام کی محبتوں کی طفیل مجھے جس لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ کے لیے منتخب کیا در اصل:

یہ اس کی دین ہے جسے پروردگار دے

اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز کے بانی اور سربراہ اور ان کے محترم ہم کاروں کی عنایتِ بے پایاں کا معترف نہیں۔ میرے پاس اس کرم گستری، عزت افزائی اور بے پناہ غیر معمولی التفات کے شکریے کے لیے مناسبِ الفاظ نہیں۔ اس لیے آپ مجھے اجازت دیجیے کہ میں غالب کا سہارا لوں اور اپنے جذبات کا اظہار ان کے لفظوں میں یوں کروں کہ:

کس منہ سے شکر کیجیے اس لطف خاص کا
پرسش ہے اور پایۂ سخن درمیاں نہیں

اس عزت افزائی کے لیے جس جگہ کا انتخاب کیا گیا ہے وہ میرے لیے گہری جذباتی وابستگی کی حامل ہے۔ یہ جامعہ ملیہ اسلامیہ میرے لیے ایک تعلیمی ادارے کا نام نہیں بلکہ تہذیب واقدار، خدمت وایثار سے عبارت وہ ادارہ ہے جسے مہاتما گاندھی کے آشیرواد، شیخ الہند مولانا محمود حسن کی دعاؤں، محمد علی جوہر کے جذبۂ صادق، حکیم اجمل خاں کی قربانیوں، ڈاکٹر مختار احمد انصاری کی ایثارِ پیشگی اور اے۔ ایم۔ خواجہ کے تعلقِ خاطر نے جنم دیا، باقی رکھا اور بعد میں ڈاکٹر ذاکر حسین، پروفیسر محمد مجیب اور ڈاکٹر عابد حسین کی تثلیث نے اسے حیاتِ نو بھی عطا کی اور اس کو اس قابل بنایا کہ یہ جلد ہی ایک صدی کا سفر پورا کرنے جا رہی ہے۔ مجھے یہ شرف وسعادت بھی حاصل ہے کہ اس ادارے نے تقریباً چار دہائیوں تک میری دست گیری بھی کی اور مجھے ایک شناخت بھی عطا کی۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں اپنی مادرِ علمی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کو بھول جاؤں جس نے میرے شعور کی تشکیل اور میرے ضمیر وخمیر کی تعمیر میں بنیادی رول ادا کیا۔

میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں کہ میں اس موقع پر انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز کے بارے میں ضرور کچھ عرض کروں۔ انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز جس کا علمی، فکری اور عملی سفر اب تک تین دہائیوں سے بھی آگے بڑھ چکا ہے ایک ایسے جواں فکر، جواں حوصلہ اور جواں سال مردِ دانا کی بصیرت کا نتیجہ ہے جس نے تالی اور گالی کے کلچر سے الگ کر کے انتہائی متانت ومعروضیت کے ساتھ ہمیں اپنی بات کہنے پر آمادہ کرنے کی کوشش کی۔ ڈاکٹر محمد منظور عالم نے آئی او ایس کی صورت ۱۹۸۶ میں ہندستان میں مسلمانوں کا جو پہلا تھنک ٹینک قائم کیا اس نے اپنے قومی اور بین الاقوامی مذاکروں کے ذریعے دیانت ولیاقت کے ساتھ حقائق کو پیش کرنے کے مواقع فراہم کیے۔ آئی او ایس نے بے جا طرف داری کے بجائے حق پر رہتے ہوئے غیر جانب داری کے اصول کو ہم پر واجب کیا۔ انہوں نے سماجی وانسانی علوم کے حصول وفروغ کے لیے ایک اسلامی تناظر اور کسوٹی بھی پیش کی۔ انہوں نے اپنی مطبوعات کے ذریعے ہمیں ایک ایسا قابلِ قدر اور پر مغز علمی وادبی ورثاء بھی دیا ہے جس سے ہم اپنے قلب ونظر کی تاریکیوں کو دور کر سکتے ہیں۔ اپنے وطن عزیز اور اس دنیا میں جو عالمی گاؤں بن چکی ہے اپنی تنہائیوں (isolation) کو دور کر سکتے ہیں۔ انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز نے ہمیں یہ بھی بتایا کہ دین سے وابستگی اور وطن سے محبت میں کوئی تصادم نہیں۔ انہوں نے ہمارے ملک کے اہلِ دانش اور سیاسی مقتدرہ کو یہ بھی سمجھانے کی بدرجۂ اتم کوشش کی کہ جو کچھ ہندوستان کے مفاد میں ہے وہی مسلمان کے مفاد میں ہے۔ انہوں نے امتِ مسلمہ کو یہ بھی بتایا کہ یہ زمانہ نہ مجادلے کا ہے اور نہ مناظرے کا بلکہ مکالمے کا ہے۔

تفویض ایوارڈ کی تقریب میں خطاب کرتے ہوئے صاحبِ اعزاز پروفیسر اختر الواسع

انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز نے ایک بڑا اور تاریخی نوعیت کا کام یہ بھی کیا کہ اپنے عہد کے مقتدر علمی اکابرین کو شاہ ولی اللہ ایوارڈ سے نوازا تو قومی وسماجی زندگی میں اہم ترین شخصیات کو لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ سے سرفراز فرمایا۔ اس نے، ایک میرے علاوہ، جتنے لوگوں کو ایوارڈ دیا وہ سب ہماری قومی زندگی کے آفتاب وماہتاب تھے اور ہیں۔ اس طرح آئی او ایس نے مسلمانوں کے سلسلے میں اس الزام کی نفی کر دی کہ:

قدر مردم بعد مردن ہند کا دستور ہے
یہ چمن مردہ پرستی کے لیے مشہور ہے

یہ میرے لیے انتہائی عزت وسرفرازی کا امر ہے کہ مجھے یہ ایوارڈ عزت مآب جسٹس اے۔ ایم۔ احمدی، سابق چیف جسٹس سپریم کورٹ آف انڈیا کے ہاتھوں دیا جا رہا ہے۔ احمدی صاحب کی شخصیت آزاد ہندوستان میں ان ممتاز ترین ہستیوں کی صف اول میں سے ہے جو یہ بتاتی ہے کہ ہندوستان میں ہمارے لیے سارے امکانات موجود ہیں اور شرط صرف یہ

ہے کہ ہم بلندیِ نگاہ، دل نوازیِ سخن اور پر سوزیِ جاں کا پیکر بننے کو تیار ہوں۔ اس موقع پر شیرِ کشمیر شیخ محمد عبداللہ کے جانشین، نیشنل کانفرنس کے صدر ہندستان کی سالمیت اور کشمیریت کی جیتی جاگتی علامت ڈاکٹر فاروق عبداللہ اور سابق مرکزی وزیر محترم ڈاکٹر شکیل احمد صاحب جیسے زیرک، صاحبِ فراست اور جری و بے باک سیاست داں کی موجودگی میرے لیے اور زیادہ مسرت وانبساط کا باعث ہے۔

آئی او ایس کے عطا کردہ اس لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ کو قبول کرتے ہوئے میں یہ ضرور عرض کرنا چاہوں گا کہ ہندوستان کی عصری تاریخ کے جس موڑ پر مجھے یہ عزت دی جا رہی ہے وہ انتہائی چیلینجوں سے بھرا ہوا دور ہے جب ہندوستان کے سیکولر جمہوری کردار مسمار کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جب ہندوستانیوں کی جان اور عزت وحرمت پامال کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ جب اقلیتوں کے تعلیمی ادارے اور ان کی شناخت کو نشانہ بنایا جا رہا ہے اور جب فیض احمد فیضؔ کے لفظوں میں:

چلی ہے رسم کہ نہ کوئی سر اٹھا کے چلے

لیکن ہم یہ بھی عہد کرتے ہیں کہ اس ملک میں سیکولر، جمہوری دستور اور اداروں کو نقصان نہیں پہنچنے دیں گے بلکہ اس ملک کے تمام شہریوں خاص طور سے ہندوؤں کی غالب ترین اکثریت پر مشتمل سول سوسائٹی، دستورِ ہند اور عدلیہ کے سہارے ان تمام کوششوں کو ناکام بنادیں گے جو اس ملک میں رواداری و وضع داری اور مشترکہ تہذیب کو پامال کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم یہاں یہ بات واضح اور شفاف انداز سے دوہرانا چاہتے ہیں کہ ہمیں فکر مسلمان کی نہیں ہندوستان کی ہے۔ وہ ہندوستان جو نہ دار الحرب ہے اور نہ دار الاسلام بلکہ دار الصلح اور دار المعاہدہ ہے جہاں کی پہچان مذہبی، تہذیبی، ثقافتی اور لسانی یک رنگی نہیں بلکہ رنگا رنگی ہے اور ہم سب غالبؔ کے لفظوں میں اس کے تمنائی ہیں کہ:

ہے رنگ لالہ و گل و نسرین جدا جدا
ہر رنگ میں بہار کا اثبات چاہیے

صاحبو! مجھے اس کی اجازت دیجیے کہ میں اس ایوارڈ کو معنون کروں اپنی ماں کی دعاؤں اور بیوی کی رفاقتوں کے نام جن کے بغیر شاید میں یہاں کھڑے ہونے کے قابل نہ ہوتا۔ آپ سے یہی گزارش ہے کہ خدائے بزرگ و برتر سے دعا کریں کہ وہ مجھے زندگی کے آخری لمحے تک صراط مستقیم پر قائم رکھے اور جب بھی اپنے پاس بلائے تو صحت اور ایمان کی دولت کے ساتھ۔

بہت بہت شکریہ!!!!□□

آئی او ایس کی نئی مطبوعات

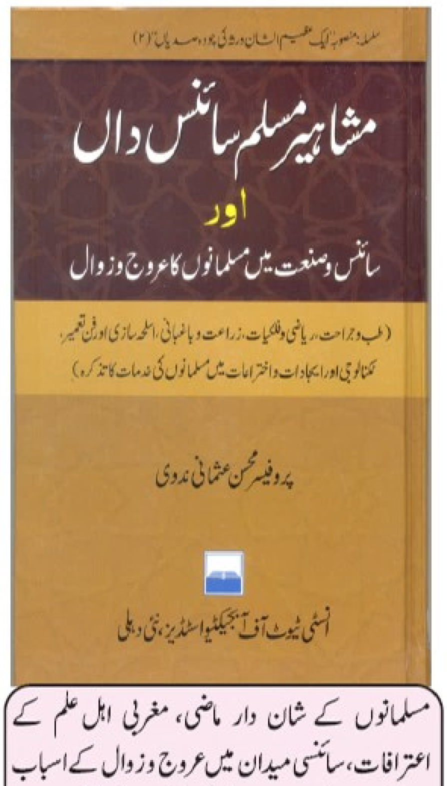

مسلمانوں کے شان دار ماضی، مغربی اہل علم کے اعترافات، سائنسی میدان میں عروج وزوال کے اسباب اور مختلف میدانوں میں ۶۴ مسلم سائنس دانوں کی خدمات کا دل نشین تذکرہ، پروفیسر محسن عثمانی ندوی کے قلم سے۔

صفحات: ۲۲۰ قیمت: ۲۶۵

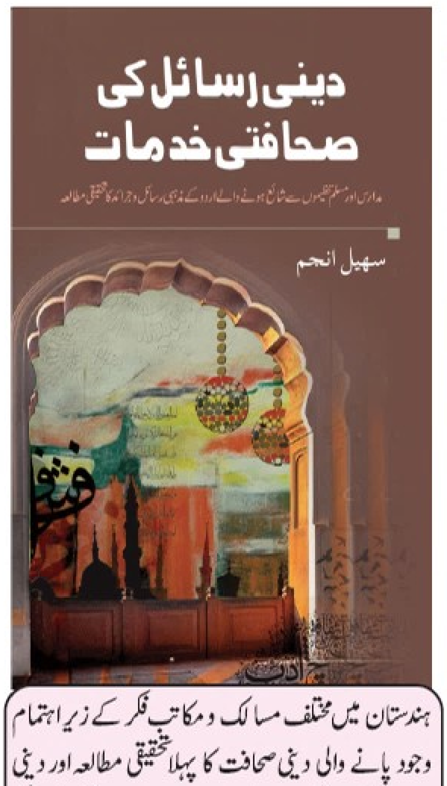

ہندستان میں مختلف مسالک و مکاتب فکر کے زیر اہتمام وجود پانے والی دینی صحافت کا پہلا تحقیقی مطالعہ اور دینی صحافت کی تاریخ اور ارتقا کا جائزہ۔ معروف صحافی سہیل انجم کے قلم سے۔

صفحات: ۳۷۶ قیمت: ۳۹۵

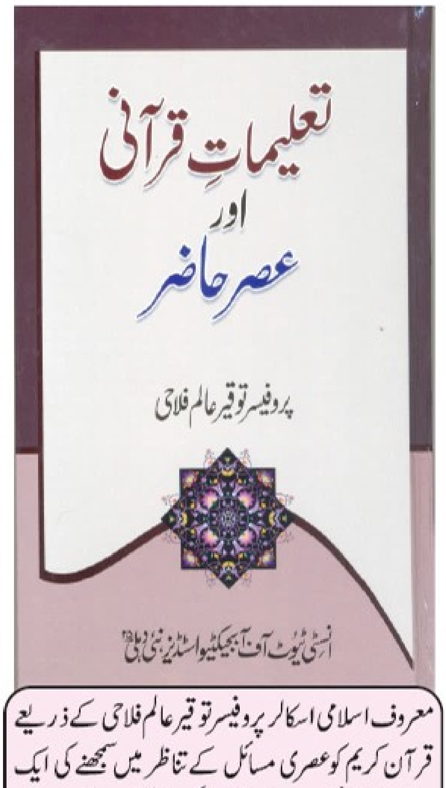

معروف اسلامی اسکالر پروفیسر توقیر عالم فلاحی کے ذریعے قرآن کریم کو عصری مسائل کے تناظر میں سمجھنے کی ایک قابل قدر کوشش اور انسانی زندگی کے کئی اہم گوشوں کی قرآنی تفہیم، پندرہ مبسوط مقالات کی شکل میں۔

صفحات: ۲۳۲ قیمت: ۲۷۰

آئی او ایس کا سفر منزل بہ منزل

''گلوبلائزنگ دنیا میں تہذیبوں کے درمیان مکالمات'' کے موضوع پر 8، 9 اپریل 2005 کو نئی دہلی میں منعقد ہونے والی عالمی کانفرنس میں (دائیں سے بائیں) پروفیسر منظور احمد، محترمہ شیلا دکشت، ڈاکٹر محمد منظور عالم، ڈاکٹر انور ابراہیم، جسٹس اے ایم احمدی، جناب شیوراج پاٹل، ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف، ڈاکٹر عادل الفلاح، ڈاکٹر ونسینٹ کونسے ساؤ اور پروفیسر زیڈ ایم خان

''گلوبلائزنگ دنیا میں تہذیبوں کے درمیان مکالمات'' کے موضوع پر 8، 9 اپریل 2005 کو نئی دہلی میں منعقد ہونے والی عالمی کانفرنس میں (دائیں سے بائیں) پروفیسر عبدالقدوس، ڈاکٹر عادل الفلاح، جسٹس اے ایم احمدی، ڈاکٹر جمال برزنجی، ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف، ڈاکٹر محمد منظور عالم اور پروفیسر زیڈ ایم خان

PRINTED MATTER

FROM

IOS KHABARNAMA
162, JOGABAI MAIN ROAD,
JAMIA NAGAR,
NEW DELHI-110025

....

....

....

Published from Institute of Objective Studies, 162 Jogabai Main Road, Jamia Nagar, New Delh- 110025
printed at Bharat Offset, 2035, Qasimjan Street, Delhi- 110006